www.KitaboSunnat.com

مقالات

تحریر: محمد علی الصابونی، مکہ
مترجم: محمد اسلم صدیق☆

نبی اکرم ﷺ کے متعدد نکاحوں کی حکمتیں

[غیر مسلموں کی بہتان تراشیوں اور اعتراضات کا جواب]

ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے ہیں اللہ کے برگزیدہ پیغمبر آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر، آپ ؐ کی آل ؓ اور صحابہ کرام ؓ پر اور ان ہستیوں پر جنہوں نے قیامت تک کے لئے آپ ؐ اور صحابہ ؓ کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

درود وسلام کے بعد! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اسلام جیسی پاکیزہ اور بے پایاں نعمت سے سرفراز فرمایا اور اللہ سے اس کی محبت اور خوشنودی کا خواستگار ہوں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ ہمیں اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں گفتار اور کردار کا غازی بنائے، ہمیں ایمانِ کامل اور صدقِ یقین کی دولت سے مالا مال فرمائے، یقیناً وہی دعاؤں کا سننے والا قبول کرنے والا ہے۔

اے عزیزانِ ملت! کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نصف النہار کے وقت جب سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا ہوتا ہے تو کوئی پردہ اس کی روشنی کو ڈھانپ نہیں سکتا، کوئی بادل اس کی شعاعوں کو روک نہیں سکتا۔ اگر کوئی عقل کا اندھا انسان اس چراغ کو گل کرنے کے لئے یا اس کی روشنی کو آنکھوں سے اوجھل کرنے کے لئے پھونکیں مارتا ہے یا اپنی چادر لا کر اس کے آگے تان دیتا ہے تو آپ ہی بتائیں کیا اس طرح اس کی روشنی ختم ہو جائے گی؟ نہیں...... ہرگز نہیں!

کچھ ایسی ہی کیفیت ہمارے اس آفتاب کی ہے جس کے متعلق ہم آج گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

عزیزانِ ملت! آپ سوچتے ہوں گے کہ میں آسمان کی بلندیوں پر چمکنے والے آفتاب کی بات کروں گا، نہیں، ہرگز نہیں! میں تو اس آفتابِ روحانی کی بات کرتا ہوں جو مکہ کے افق سے اُٹھا اور فاران کی چوٹیوں پہ نمودار ہوا۔ میں ہرگز اس سورج کی بات نہیں کر رہا جو جسموں کو گرم کرتا ہے۔ بلکہ اس سورج کی بات کرتا ہوں جس نے دلوں کو جلا بخشی۔ کیا آپ نے اس آفتاب کو پہچانا نہیں؟

جس آفتاب کی میں بات کر رہا ہوں، وہ آفتابِ نبوت ہے، مہتابِ رسالت ہے۔ جس سے ہدایت کے سوتے پھوٹے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ظلمتوں کو شکست وریخت سے دوچار

☆ فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ ...... رکن مجلس التحقیق الاسلامی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور اسلام کی روشنی کو دائمی فیروزمندی بخشی ...... بلاشبہ وہ محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے!![1]

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ پھونکیں مار مار کر اللہ کی روشنی بجھا دیں، حالانکہ اللہ یہ روشنی پوری کئے بغیر رہنے والا نہیں، اگرچہ کافروں کو بُرا لگے'' (الصف:۸) اس سے اگلی آیت یوں ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾ (الصف:۹)

''وہ اللہ جس نے اپنے رسولؐ کو حقیقی ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اس دین کو تمام اَدیانِ باطلہ پر غالب کردے، اگرچہ مشرکوں کو پسند نہ آئے''

ہاں یہی وہ مدینے کی گلیوں میں چلنے والا آفتاب تھا، جو آج ہمارا موضوعِ سخن ہے جس کو قرآن ان شاندار اور خوشنما الفاظ سے یاد کرتا ہے:

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَدَاعِيًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب:۴۶)

''اے پیغمبرؐ! بے شک ہم نے آپ کو شہادت دینے والا، بشارت پہنچانے والا، جہنم سے ڈرانے والا، راہِ الٰہی کی طرف دعوت دینے والا اور ایک نورانی مشعل بنا کر بھیجا''

یہاں 'سراجِ منیر' سے مراد وہی آفتاب ہے جو اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا اور چہار سوئے عالم کو روشن کردیا، عقلمندوں نے اسے دیکھ کر خوش آمدید کہا، لیکن عقل کے اندھوں نے آنکھیں پھیر لیں۔ اللہ بھلا کرے اس شاعر کا جس نے کہا:

وشمسنا في سماء العز ساطعة
ماضرها حين تعمیٰ عندها العور

---

(۱) چنانچہ ایک غیر مسلم سردار سورن سنگھ اپنے شاعرانہ ہندی مضمون 'ویرتا' میں رقمطراز ہے:

''ذرا رُکئے، ایک یتیم جو دنیا کے ہنگاموں سے دور ایک سرراہ پتھر کی طرح غارِ حرا میں محوِ خواب تھا، کوئی اسے نہیں جانتا تھا۔ وہ ایک متمول خاتون کی ملازمت کرتا تھا، اس کی دنیاوی حیثیت ایک عام آدمی سے مختلف نہ تھی لیکن وہی گمنام شخص جب الٰہی آواز پر اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ہزاروں چنگاریاں سلگا دیں۔ جس کے باعث ریگزارِ عرب کا ظلمت کدہ یکایک روشن ہوگیا۔ اس عظیم ہیرو کی ضیا پاش آنکھوں نے یریشا (دہلی) سے لے کر چین تک ایک دنیا کو منور کردیا۔ گمنام حرا سے اس نے جو آواز دی ہاں! ہاں! پیغمبر نے اللہ کی عظمت کی گواہی دی کہ پوری کائنات اس سے لرز اُٹھی'' اقتباس از (Nai Bandh Chineka)
(از مترجم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہمارا آفتاب عزت کے آسمانوں میں چمک رہا ہے۔ بھینگا (کانا) اگر اس کے سامنے اندھا بن جائے تو بھلا سورج کا اس سے کیا نقصان ہوگا''

آنکھیں گر ہوں بند تو دن بھی رات ہے
بھلا کیا قصور ہے اس میں آفتاب کا!

درحقیقت دشمنانِ دین نے شروع دن سے ہی پیغمبر اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات کا یہ سلسلہ شروع کردیا تھا۔ آپؐ کی رسالت کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا۔ آپؐ کے معجزات پر عیب جوئی کی اور طرح طرح کے جھوٹ گھڑے تاکہ مسلمان اپنے دین کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوجائیں اور آپؐ کی رسالت کو ماننے سے باز رہیں۔

اس میں تعجب کی بات نہیں کہ ہم انبیاء ورسل کے بارے میں اس قسم کی ہرزہ گوئیاں اور گمراہ کن باتیں سن رہے ہیں، کیونکہ اپنی مخلوق کے بارے میں اللہ کا یہی دستور چلا آرہا ہے اور اللہ کے ٹھہرائے ہوئے دستور کو بدلا نہیں جاسکتا۔ اللہ نے سچ فرمایا ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا﴾

''اے پیغمبر ﷺ! اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرموں کو دشمن ٹھہرا دیا اور آپ کا رب ہدایت دینے اور مدد دینے کو کافی ہے'' (الفرقان:۳۱)

قبل اس کے کہ ہم امہات المومنین الطاہرات کے متعلق گفتگو کریں اور وہ حکمتیں واضح کریں جن کے تحت آپؐ نے متعدد شادیاں کیں۔ ایک شبہ کا ردّ ضروری سمجھتے ہیں جسے کینہ پرور معاندین اسلام، صلیبیوں اور مغرب کے متعصّب مستشرقین نے خوب اُچھالا۔ پھر عقائدِ اسلامیہ کو خراب کرنے، حقائق کو مسخ کرنے اور رسالت مآب محمد ﷺ کی عظمت کو کم کرنے کیلئے اس کا خوب ڈھنڈورا پیٹا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

''محمدؐ (معاذ اللہ) ایک شہوت پرست انسان تھا۔ جو خواہش نفس کا غلام اور لطف اندوزی کا مریض ہو، جس نے اپنے پیروکاروں کو تو چار سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہ دی لیکن خود چار پر بھی اکتفا نہ کرسکا بلکہ شہوت اور خواہش نفس سے مغلوب ہوکر دس یا اس سے بھی زیادہ عورتوں سے نکاح کیا (معاذ اللہ)''

وہ مزید الزام تراشی کرتے ہیں:

''عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی زندگی میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام تھے، جنہوں نے اپنے نفس سے جہاد کیا اور اپنی خواہشات کو مغلوب کیا اور دوسری طرف محمد ﷺ تھا۔ جو (معاذ اللہ) خواہشات کا بندہ، لطف اندوزی اور شہوت پرستی کا مریض تھا''

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾ (الکہف:۵)

''کتنی سنگین بات ہے جو ان کی (زہر آلود) زبان سے نکلی ہے یقیناً وہ سراسر جھوٹ بکتے ہیں''

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل یہ لوگ بغض وعناد اور مذہبی رقابت سے مغلوب ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ محمد ﷺ ہرگز شہوت پرست انسان نہ تھے بلکہ آپ تو انسانیت کے غم خوار پیغمبر تھے۔ آپ نے عام انسانوں کی طرح شادیاں کیں تا کہ وہ راہِ راست سے بھٹکی انسانیت کے لئے عائلی زندگی کا بھی عملی نمونہ پیش کرسکیں۔ نہ وہ الٰہ تھے اور نہ ہی الٰہ کے بیٹے جیسا کہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے بلکہ انہی کی طرح ایک انسان تھے جنہیں اللہ نے نبوت ورسالت کے ذریعے پوری کائنات پر فضیلت بخشی ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ﴾

''اے پیغمبر! ان کو بتا دیں کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں، ہاں البتہ اللہ نے مجھے وحی (کے ذریعے تم پر فضیلت) بخشی ہے'' (الکہف:۱۱۰)

محمد ﷺ کوئی پہلے پیغمبر تو نہیں تھے کہ انہوں نے متعدد شادیاں کرکے سابقہ انبیاء کی سنت کی مخالفت کی یا ان کے منہج میں کمی بیشی کی، بلکہ آپؐ سے پہلے بھی رسول آئے جنہوں نے متعدد شادیاں کیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ (الرعد:۳۸)

''اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی بے شمار پیغمبر قوموں میں بھیجے، ہم نے انہیں بیویاں بھی دی تھیں اور اولاد بھی''

معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء[۲] کے ہاں بھی تعددِ ازواج کا رواج تھا لیکن یہ لوگ ان انبیاء کی شان میں کبھی گستاخی نہیں کرتے تو پھر آخر یہ لوگ خاتم النّبیین محمد ﷺ کے خلاف یہ طوفان کیوں کھڑا کررہے ہیں اور کیوں شدید تعصب اور جانبداری کا شکار ہیں۔ دراصل بات یہ ہے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا:

قد ينكر العين ضوء الشمس من رمد
وينكر الفم طعم الماء من سقم

(۲) دراصل متعدد شادیاں کرنا، سابقہ انبیا کی سنت ہے جسے انہوں نے ہزاروں سال سے اپنے پاکیزہ اور محکم چال چلن سے قائم کیا تھا، چنانچہ نبیؐ نے بھی انبیاءِ سابقین کی سنت پر عمل کیا اور منہاجِ نبوت کو برقرار رکھا۔ سابقہ انبیاء کے متعلق ملاحظہ فرمائیے:

☆ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں:

۱۔ سیدہ ہاجرہؓ...... کتاب پیدائش ۱۶/۴...... والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

۲۔ سیدہ سارہؓ...... کتاب پیدائش ۱۵/ ۱۸...... والدہ حضرت اسحٰق علیہ السلام

۳۔ قتورہ خاتون...... کتاب پیدائش ۱/ ۲۵...... والدہ زمران

☆ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں:

۱۔ لیاہ...... کتاب پیدائش ...۲۳/ ۲۹ ۲۔ زلفہ...... کتاب پیدائش......؟

۳۔ راحیل...... کتاب پیدائش......۲۹/ ۲۸ ۴۔ بلہۃ...... کتاب پیدائش......۲۹/ ۲۹

☆ حضرت موسیٰ کی چار بیویاں تھیں، تفصیل کے لئے: رحمۃ للعالمین از سلیمان منصورپوری جلد۲، ص ۱۱۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آشوب چشم انسان سورج کی شعاعوں کو برداشت نہیں کرسکتا، اور مریض آدمی کو میٹھا پانی بھی ترش معلوم ہوتا ہے''

اس اعتبار سے اللہ نے سچ فرمایا ہے:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ (الحج:۴۶)

''حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں بلکہ سینوں میں بسنے والے دل بھی اندھے ہوجاتے ہیں''

یہاں دو باتوں کو یاد رکھنا ضروری ہے جو نبیؐ کی ذات سے شبہات کے تمام بادل صاف کردیتی ہیں اور ہرزہ سرائی کرنے والے ان تمام معاندین کا منہ بند کردیتی ہیں جو نبی ﷺ کی شان کو کم کرنے کے درپے ہیں، ضروری ہے کہ ہم ان دو باتوں سے کبھی غافل نہ ہوں اور جب بھی اُمہات المؤمنین اور آپؐ کی تعددِ ازواج کی حکمت کے بارے میں گفتگو کریں تو ہمیشہ ان دو بنیادی باتوں کو اپنے سامنے رکھیں:

[redacted] یہ ہے کہ آپ ﷺ نے متعدد نکاح اس وقت کئے جب آپؐ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور اس وقت آپؐ کی عمر ۵۰ سال سے بھی تجاوز کرچکی تھی۔

[redacted] یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سوا آپ نے جن خواتین سے بھی نکاح کئے وہ تمام کی تمام بیوہ اور ضعیفُ العمر تھیں، صرف ایک عائشہ صدیقہؓ تھیں جو کنواری اور نوجوان تھیں۔ (۳)

ان دو نکات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ تعصب وعناد کے شکار مستشرقین کی یہ تہمت کس قدر بے ہودہ اور یہ زہر افشانی کس قدر باطل ہے۔ اگر شادی سے نعوذ باللہ آپ کا مقصد ہوس

⇨ ☆ حضرت داود کی نو بیویوں، اور ۱۰ حرموں کا ذکر بائبل سے ملتا ہے۔ دیکھئے (ایضاً: جلد۲ ص ۱۱۹)

☆ حضرت سلیمان کی سات سو بیگمات اور ۳۰۰ سو حرمیں تھیں۔ سلاطین ۳/۱۱

ان حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے برگزیدہ انبیاء کے گھروں میں بھی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اس کے باوجود عیسائیوں نے ان انبیاء کی تقدیس میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہٰذا ان کو چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گستاخانہ لفظ کہنے سے اسی طرح سے باز آجائیں جیسے دیگر انبیاء کے سامنے مہر برلب ہیں۔ (مترجم)

(۳) چنانچہ انگریز مستشرق Vaglieri لکھتا ہے:

''دشمنانِ اسلام کی کوشش ہے کہ ''آپ کو اپنے مشن سے عدمِ مطابقت رکھنے والا کمزور کردار کا حامل قرار دیا جائے۔ وہ اس امر پر توجہ نہیں دیتے کہ اپنی زندگی کے ان تمام برسوں کے دوران جب فطرتاً انسان کی جنسی طلب سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ باوجودیکہ آپؐ اس معاشرے میں رہتے تھے جہاں تعددِ ازواج کا دور دورہ تھا اور جہاں طلاق فی الواقع بہت ہی آسان بات تھی آپ کا نکاح صرف ایک خاتون خدیجہؓ سے ہوا جو عمر میں آپؐ سے بہت بڑی تھیں۔ جب وہ وفات پاگئیں اور آپؐ خود ۵۰ سال سے بھی اوپر کے ہوگئے، تب آپؐ نے دوسرا نکاح کیا اور پھر کئی نکاح کئے اور ان نکاحوں کی کوئی نہ کوئی سماجی یا سیاسی وجہ تھی...... صرف ایک حضرت عائشہؓ کے سوا آپؐ نے جن خواتین سے نکاح کئے، وہ نہ کنواری تھیں، نہ نوجوان اور نہ حسین وجمیل۔ تو کیا یہ نفس پرستی تھی؟'' (ازواجِ مطہرات اور مستشرقین، از ظفر علی قریشی، مترجم آسی ضیائی، ص ۵۰) (مترجم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرستی، خواہشاتِ نفس کی تکمیل اور محض عورتوں سے تمتع ہوتا تو کبھی بھی آپ حالتِ پیری میں متعدد شادیاں نہ کرتے بلکہ جوانی کے عالم میں کرتے اور کبھی بیوہ اور معمر خواتین سے نکاح نہ کرتے بلکہ نوجوان کنواری لڑکیوں سے نکاح کرتے۔

چنانچہ جب جابر بن عبداللہؓ آپ ﷺ کے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کا چہرہ شاداں وفرحاں تھا تو آپؐ نے پوچھا: کیا تو نے شادی کی ہے؟ کہا: جی یارسول اللہ ﷺ! آپؐ نے پوچھا: کنواری سے یا بیوہ سے؟ کہا: بیوہ سے تو آپؐ نے فرمایا: تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی تاکہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی، تو اس کے ساتھ دل بہلاتا اور وہ تیرے ساتھ دل بہلاتی۔

دیکھئے رسولِ کریم ﷺ نے جابرؓ کو کنواری لڑکی سے شادی کرنے کا مشورہ دیا، کیونکہ آپ تمتع اور قضائے شہوت کے طریقوں سے خوب واقف تھے، لیکن اس کے باوجود آپؐ نے کنواریوں کو چھوڑ کر بیواؤں سے نکاح کیا اور پچاس سال کی عمر تک ایک بوڑھی خاتون خدیجہؓ کے ساتھ جوانی گزاری۔ اگر متعدد شادیاں کیں تو اس وقت جب جوانی ڈھل کر بڑھاپے کا لبادہ اوڑھ چکی تھی۔ آپ خود ہی فیصلہ کریں، کیا یہ نفس پرستی اور خواہشات نفس کی تکمیل تھی؟؟

تاریخ گواہ ہے کہ آپؐ کے صحابہؓ آپ کے اشارۂ ابرو پر اپنی آسائشوں اور جانوں کو قربان کرنے والے تھے۔ اگر آپؐ کسی بھی خوبرو، جوان اور کنواری لڑکی سے شادی کی آرزو کرتے تو یقیناً ان میں سے کوئی بھی ذرا تامل نہ کرتا اور آپؐ کی آرزو کی تکمیل میں فخر محسوس کرتا تو پھر آخر کیا وجہ تھی کہ آپؐ نے عنفوانِ شباب میں شادی نہ کی اور کیوں کنواریوں کو چھوڑ کر بیواؤں کو ترجیح دی...... یہاں مشرکین مکہ کی نبی اکرم کو ابو طالب کی زبانی وہ پیشکش بھی سامنے رہنی چاہئے کہ جس میں انہوں نے آپؐ کو عرب کی سب سے خوبصورت لڑکی سے شادی کی پیشکش کی تھی اور اس کے بدلے آپ سے اپنی دعوتِ حقہ چھوڑ دینے کا تقاضا کیا تھا۔ لیکن نبی اکرم نے بڑے قوی عزم کے ساتھ ان تینوں پیشکشوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ بالفرض مستشرقین کا دعوی درست ہو تو آپ کے اس طرزِ عمل کی وہ کیا توجیہ کریں گے؟؟

بلاشبہ اس نکتہ پر غور کرنے سے جھوٹ اور ہرزہ گوئیوں کے تمام بادل چھٹ جاتے ہیں اور تمام شکوک وشبہات رفع ہوجاتے ہیں اور اس میں معاندین کے اعتراض کا جواب بھی مل جاتا ہے جو رسولِ کریم ﷺ کی عظمت کو کم کرنے اور آپ کی پاکیزہ سیرت کو داغدار کرنے کے درپے ہیں۔

اس نکتہ پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ آپ کی شادیاں نفس پرستی اور قضائے شہوت کے پیش نظر نہ تھیں بلکہ تمام کی تمام شادیاں دین اسلام کی پیش رفت، اپنے رفقا کے ساتھ مودّت و محبت کے رشتہ کی استواری، بلند مقاصد اور دیگر دینی، معاشرتی وسیاسی مصلحتوں کے تحت کی گئیں تھیں۔

دشمنانِ اسلام اگر اندھے مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر اور عقل وشعور کو فیصل مان کر ذرا غور کریں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان پر یہ حقیقت واشگاف ہوجائے گی کہ آپؐ نے جن مصالح اور مقاصد کے تحت شادیاں کیں وہ مقاصد کس قدر عظیم اور اہمیت کے حامل تھے اور ہر شادی انہیں انسانی عظمت کی عمدہ مثال نظر آئے گی جو یقیناً ایسے عظیم انسان اور مجسمہ رحمت پیغمبر میں ہونی چاہیے جو دوسروں کو مصلحت کی خاطر اپنی راحتوں کو قربان کردیا کرتا ہے اور اسلام اور دعوتِ دین کی خاطر اپنے آپ کو ہلکان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

عزیزانِ ملت! رسول اللہ ﷺ کا بکثرت شادیاں کرنا، اس کی بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں تھیں۔ ہم ان سے درج ذیل چار بنیادی مصلحتوں کا تذکرہ کریں گے:

(۱) تعلیمی مصلحت (۲) دینی مصلحت

(۳) معاشرتی مصلحت (۴) سیاسی مصلحت

اب ہم مندرجہ بالا ہر مصلحت کے متعلق قدرے اختصار سے گفتگو کریں گے پھر تھوڑا سا اُمہات المؤمنین کے بارے میں ذکر کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی ہر شادی کی الگ الگ حکمت بیان کریں گے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!

(۱) تعلیمی مصلحت

آپ ﷺ کے زیادہ شادیاں کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ چند ایسی معلّمات تیار ہوجائیں جو عورتوں کو شرعی مسائل کی تعلیم دیں، کیونکہ عورتیں معاشرے کا نصف حصہ ہیں اور ان پر ویسے ہی اُحکامات فرض ہیں، جیسے مردوں پر فرض ہیں۔ پھر عورتوں کی اکثریت ایسی تھی جو فطرتاً بعض شرعی مسائل کے بارے میں نبی ﷺ سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتی تھی۔ خاص طور پر وہ مسائل جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً حیض، نفاس، جنابت اور وظیفۂ زوجیت وغیرہ۔

اور وہ پیغمبر جو خود شرم و حیا کا پیکر تھے، جیسا کہ کتبِ احادیث میں مروی ہے کہ آپؐ باپردہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے، بھلا عورتیں اس سے شرم کیوں نہ کرتیں۔ اس لیے اس مجسمہ حیا کے بس کی بات نہ تھی کہ وہ عورتوں کے ہر سوال کا جواب مکمل صراحت سے دیتے۔ چنانچہ اکثر ایسے ہوتا کہ جب آپ کسی سوال کا جواب اشارہ و کنایہ سے دیتے تو عورتیں آپؐ کی مراد کو سمجھ نہ پاتیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ قبیلہ انصار کی ایک عورت نے نبی ﷺ سے غسل حیض کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے اسے غسل کا طریقہ سمجھانے کے بعد کہا کہ خوشبو لگی روئی لے کر اس سے صفائی کرلینا، تو وہ کہنے لگی: اس کے ساتھ میں کیسے صفائی کروں؟

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے بتایا کہ اس روئی کو اپنے مقامِ مخصوصہ میں رکھو اور اس سے خون کے نشانات صاف کردو اور پھر میں نے صراحت سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عضوِ مخصوصہ کی نشاندہی کردی...... اب بتایئے، شرم و حیا کا پیکر پیغمبر اس قسم کے صراحت کی جرأت کیسے کرسکتا؟ اور اسی طرح شاذ و نادر ہی کوئی ایسی عورت ہوگی جو ضبطِ نفس کرکے اور شرم و حیا کو مغلوب کرکے اس قسم کے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں آپؐ سے سوال کرتی۔ اس صورت حال میں اگر آپ کی ازواجِ مطہرات یہ فریضہ انجام نہ دیتیں تو یقیناً خواتین کے مخصوص مسائل شرم و حیا کی بنا پر مخفی رہ جاتے۔ چنانچہ اس طرح کا ایک اور واقعہ اُمّ سلمہؓ کے حوالہ سے صحیحین میں ملتا ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ

”صحابیٔ رسول ابوطلحہؓ کی اہلیہ (اُمّ سلیم) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسولؐ! اللہ بیانِ حق سے نہیں شرماتا۔ لہٰذا مجھے بتایئے کہ عورت کو احتلام ہوجائے تو کیا وہ غسل کرے گی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں جب وہ منی دیکھے۔ تو حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا: اے اُمّ سلیم! تو نے عورتوں کو رسوا کردیا۔ تو مرے کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے ان کو جواب دیا: احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے؟“

آپؐ کی مراد یہ تھی کہ مرد و زن کے نطفہ کے باہم امتزاج سے جنین پیدا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کبھی بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:

﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ (الدھر:۲)

”ہم نے انسان کو (مرد اور عورت کے مخلوط) نطفہ سے پیدا کیا تاکہ ہم اس کا امتحان لیں اور ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا“

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: اَمشاج اَخلاط کو کہتے ہیں جس کا معنی ایسی چیز ہے جس کا بعض بعض سے ملا ہوا ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا: اَمشاج عورت اور مرد کے پانی کے باہم امتزاج و اختلاط کو کہتے ہیں۔ پس اس قسم کے سوالات جن میں شرم و حیا کا پہلو تھا، ان کے جوابات کی ذمہ داری آپ ﷺ کی اَزواجِ مطہرات نے اُٹھا رکھی تھی۔ لہٰذا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”اللہ اَنصار کی عورتوں پر رحم فرمائے، حیا انہیں دین کی سمجھ حاصل کرنے سے نہیں روکتا“

انصار کی عورتیں رات کے اندھیرے میں سیدہ عائشہؓ کے پاس تشریف لاتیں اور ان سے دین کے بعض مسائل، حیض، نفاس، جنابت وغیرہ کے اَحکام کے متعلق سوال کیا کرتیں تو گویا پیغمبر کی بیویاں عورتوں کے لئے بہترین معلّمہ اور مربی تھیں جن کے فیض سے ہزاروں عورتوں نے دین کا علم سیکھا۔

پھر یہ بات تو کسی سے مخفی نہیں کہ سنتِ مطہرہ صرف نبی ﷺ کے اَقوال پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ یہ آپؐ کے اَقوال، افعال اور تقریرات (وہ اُمور جو آپؐ کے سامنے ہوئے لیکن آپؐ نے خاموشی اختیار کی) سب کو شامل ہے جو کہ شریعتِ اسلامیہ کا حصہ ہیں جس کی اِتباع اُمت کے لئے ضروری ہے تو ان عورتوں کے علاوہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اُمہات المؤمنین اور دنیا میں نبیؐ کی بیویاں ہونے کے شرف سے سرفراز فرمایا، کون ایسا تھا جو ہمیں آپؐ کی نجی اور خانگی زندگی سے متعلق آگاہ کرتا!!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ ازواجِ مطہرات ہی نے آپ ﷺ کی پرائیویٹ اور گھریلو زندگی کے تمام اَحوال و اَطوار اور اَفعال کو نقل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو ہم شریعت کے ایک عظیم ذخیرے سے محروم ہوجاتے۔ پھر آپؐ کی انہی بیویوں میں سے بعض عظیم معلمہ اور محدثہ بنیں جنہوں نے نبی ﷺ کی دعوت کو آگے منتقل کیا اور قوتِ حفظ، علمی قابلیت اور ذہانت وفطانت میں مشہور ہوئیں۔ [۴]

(۲) دینی وشرعی مصلحت

اس سلسلے میں دوسری بنیادی اور اہم مصلحت جو آپ کے متعدد شادیاں کرنے میں کارفرما تھی وہ دینی اور شرعی مصلحت تھی۔ یہ مصلحت اس قدر واضح ہے کہ ہر شخص بخوبی اس کا ادراک کرسکتا ہے۔ وہ یہ تھی کہ آپؐ کے عمل سے جاہلیت کی بعض غلط اور خلافِ فطرت رسومات کا خاتمہ ہوجائے۔ مثال کے طور پر متبنّیٰ (منہ بولے) بیٹے کی رسم تھی، جو اسلام سے پہلے عربوں میں رائج تھی بلکہ ان کے دین کا حصہ بن چکی تھی۔ وہ وراثت، نکاح، طلاق وغیرہ تمام معاملات میں لے پالک (منہ بولے) بیٹوں کو بالکل صلبی (حقیقی) بیٹوں کا درجہ دیتے تھے۔ یہ باقاعدہ ایک مذہب تھا جس کی وہ نسل دَرنسل تقلید اور پیروی کرتے چلے آرہے تھے اور یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی آدمی اپنے لے پالک کی مطلقہ سے شادی کرلے۔ دوسروں کے بیٹوں کو لے پالک بنالینے کا دستور بھی عام تھا اور اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کے بیٹے سے کہتا:

"تو میرا حقیقی بیٹا ہے، تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا۔"

اب یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اسلام اس باطل نظریہ کو برقرار رکھتا اور لوگوں کو جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا۔ چنانچہ اللہ نے اس جاہلی رسم کے خاتمہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے اپنے پیغمبر کو نبوت عطا کرنے سے پہلے ہی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ کسی کے بیٹے کو اپنا لے پالک بنالیں۔ آپ ﷺ نے بعثت سے قبل عربوں کے دستور کے مطابق زید بن حارثہ کو اپنا متبنّیٰ بنالیا۔ آپ ﷺ کا زید بن حارثہ کو متبنّیٰ بنانے کے پیچھے ایک عجیب وغریب واقعہ اور ایک عظیم مصلحت کارفرما تھی جس کا ظہور بعد میں ہونے والا تھا۔ یہ واقعہ لمبا ہے جو مختصراً یوں ہے کہ بنو قین بن جسر نے انؓ کے ننھیال پر حملہ کرکے ان کو اور دیگر لوگوں کو غلام بنالیا۔ بعد میں عکاظ کے میلے سے حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے انہیں خرید کر حضرت خدیجہؓ کو ہبہ کردیا۔ ان کے والد حارثہ اور چچا اطلاع ملنے کے بعد نبی اکرم

---

(۴) چنانچہ یہ کہنا بجا ہے کہ اگر امہات المؤمنین یہ فرض انجام نہ دیتیں تو آج سیرتِ نبویہ کا کوئی باب بھی ہمیں مکمل نظر نہ آتا، ہر بالغ نظر تاریخ اسلام کے اَوراق اُلٹ کر دیکھ سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دین کی جو زرّیں خدمات انجام دیں، قرآن وسنت کو جس محنتِ شاقہ سے پھیلایا، عالم مستورات اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ عورتیں تو عورتیں بڑے بڑے فقیہ اور محدث، صحابہ وتابعین بھی عائشہ صدیقہؓ سے مستفید ہوتے تھے۔ (مترجم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس انہیں لینے کے لئے آئے تو آپ نے حضرت زید کو اپنے پاس رہنے یا اپنے والد کے ساتھ چلے جانے کا اختیار دے دیا۔ اس موقع پر حضرت زید نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے کی بجائے آپ کی رحمت وشفقت کے سبب آپ کے پاس ہی رہنے کو ترجیح دی۔ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے خوش ہوکر انہیں آزاد کردیا اور مسجد حرام میں قریش کے مجمع میں یہ اعلان کردیا کہ ''آپ سب لوگ گواہ ہوجائیں کہ آج کے بعد زید میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا'' ...... یہ صورت حال دیکھ حضرت زید کے والد اور چچا راضی خوشی واپس چلے گئے۔ (الاصابہ:۲/۴۹۴ و مسند احمد ۳/۱۶۱)

بہرکیف نبی ﷺ نے زید بن حارثہ کو اپنا لے پالک بنالیا۔ اسی روز سے لوگوں نے انہیں زید بن محمد سے پکارنا شروع کردیا۔ چنانچہ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

ہم نبی ﷺ کے غلام زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر بلایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے قرآن میں یہ حکم نازل کردیا: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب: ۵)

''منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہی اللہ کے نزدیک قرین عدل ہے''

تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے زید! تو زید بن محمد نہیں، بلکہ 'زید بن حارثہ بن شراحیل' ہے''۔ اسی طرح گویا اس باطل رسم کو ختم کرنے کے لئے راہ ہموار ہوگئی۔ (صحیح بخاری: حدیث ۴۷۸۲)

حضور ﷺ نے ان کی عزت افزائی کے لئے ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے کردیا جن کا تعلق بنی اسد سے تھا۔ کچھ مدت تک تو وہ ان کے ساتھ نباہ کرتی رہی لیکن آخرکار ان کے آپس کے تعلق خراب ہونا شروع ہوگئے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب کے مزاج میں تمکنت، تیزی تھی اور وہ تفوق وشرف کا احساس بھی رکھتی تھیں اور زبان سے اس کا اظہار بھی کرتیں، جبکہ حضرت زیدؓ نبی ﷺ کے لے پالک بننے سے پہلے ایک غلام تھے اور حضرت زینب ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ اسی میں ہی وہ مصلحت تھی جو اللہ چاہتے تھے اور جس کا اللہ فیصلہ کرچکے تھے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی اس رسم باطلہ کا خاتمہ اور اسلام کو صحیح بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے اپنے پیغمبر کو اپنے لے پالک کی مطلقہ سے نکاح کرنے کا حکم دے دیا لیکن اس صورت میں منافقین اور فاجر قسم کے لوگوں کی نکتہ چینیوں اور زبان درازیوں کا اندیشہ تھا کہ وہ کہیں گے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرلیا۔ اس لئے آپؐ اس سے پس وپیش کرتے اور گریزاں رہے۔ آخرکار اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر کو شدید ڈانٹ پلائی گئی:

﴿وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (الاحزاب: ۳۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے پیغمبر ﷺ! تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو، جب زیدؓ نے اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا تو ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا تاکہ مؤمنوں پر ان کے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں، جب وہ ان سے اپنا تعلق توڑ لیں، کوئی تنگی باقی نہ رہے اور خدا کا فیصلہ ہو کے ہی رہتا ہے"

اسی طرح آپؐ نے اپنے ہاتھوں اس پتھر کو توڑا اور اس قسم کی تمام رسومات کا خاتمہ کر دیا جو دور جاہلیت میں چلی آرہی تھیں بلکہ ایک دین کا روپ دھار چکی تھیں جس کی تقلید واجب اور ان سے انحراف کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ پھر اللہ نے اپنے اس قانون کو مزید پختہ کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب:۴۰)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ نکاح تقاضائے شہوت کی بنا پر نہیں تھا جیسا کہ بعض کمینہ صفت اللہ کے دشمن پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ بلکہ حکم الٰہی کے مطابق ایک عظیم حکمت اور بلند مقصد کی خاطر تھا تاکہ دورِ جاہلیت کی باطل رسومات کا خاتمہ ہو جائے۔ اللہ نے اس نکاح کی غرض و غایت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

﴿لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾

"تاکہ مؤمنوں پر ان کے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں، جب وہ ان سے اپنا تعلق منقطع کر لیں، کوئی تنگی باقی نہ رہے" (الاحزاب:۳۷)

اسی طرح امام بخاری نے اپنی سند سے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت زینبؓ، باقی ازواجِ مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح عرش کے رب نے ساتویں آسمان پر کیا۔

اسی طرح آپ کا یہ نکاح اللہ کے حکم سے اُمت کیلئے ایک قانون بن گیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کی حکمتیں اتنی عظیم اور دقیق ہیں کہ انسانی عقلیں اس کے ادراک سے قاصر ہیں۔ اللہ نے سچ فرمایا:

﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ کہ "تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو"[۵]

(۳) معاشرتی مصلحت

تیسری مصلحت معاشرتی زندگی سے متعلق ہے۔ اسی حکمت و مصلحت کے پیش نظر آپ ﷺ نے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی سے اور پھر خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اسی حکمت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیشِ نظر آپ نے اکثر شادیاں قبیلہ قریش میں کیں جن کی بدولت سسرالی اور نسبی رشتہ داریاں مضبوط ہوئیں۔ عرب کے مختلف قبائل میں اسلام پھیلا۔ دیرینہ دشمنی جاتی رہی، لوگ متوالوں کی طرح آپؐ کے ہاتھ پر گرنے لگے۔ انہوں نے آپؐ کی دعوت کے ذریعے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ اور اقتدار کو تسلیم کرلیا اور دائرۂ ایمان میں داخل ہوگئے۔

اگر آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح کیا تو صرف اس بنا پر کہ وہ ایک ایسے شخص کی بیٹی تھیں جو پوری کائنات میں آپؐ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا اور جلیل القدر تھا جو سب سے پہلے شمع نبوت کا پروانہ بنا۔ حضورؐ کے دفاع اور دین کی نصرت کے لئے اپنی جان و مال اور سب کچھ قربان کردیا۔ ظلم وستم کے طوفان اُٹھے، گزر گئے مگر اس مردِ مجاہد نے اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہ کی، حتیٰ کہ پیغمبر کو بھی ان کی مدح میں کہنا پڑا:

> ''مجھ پر کسی کا کوئی احسان نہیں مگر میں نے اس کا بدلہ چکا دیا، سوائے ابوبکرؓ کے جس کے احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ اس کا بدلہ روزِ قیامت اللہ ہی دے گا۔ جتنا ابوبکرؓ کا روپیہ میرے کام آیا کسی دوسرے کا نہیں، میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے توقف اور تردّد کیا، سوائے ابوبکرؓ کے، میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے بلا تردّد اس کی تصدیق کی۔ اگر میرے لئے یہ ممکن ہوتا کہ میں کسی شخص کو اپنا خلیل بنا سکتا (اسے وہ محبت دیتا جو محبت کا آخری درجہ ہے) تو یقیناً اس کے لیے ابوبکرؓ کا انتخاب کرتا۔ مگر مجھے تو اللہ نے اپنا خلیل بنا لیا ہے (جس میں کوئی اور شریک نہیں ہوسکتا)'' (سنن ترمذی)

اب محمد ﷺ کے پاس دنیا میں ابوبکرؓ کی قربانیوں کا صلہ شائد اس سے بڑھ کر کوئی اور نہ ہوتا کہ

---

(۵) اِسی طرح حضرت عائشہؓ سے آپ کا نکاح بھی اس حکمت کے پیش نظر تھا۔ وہ اس طرح کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو منہ بولا بھائی بنایا ہوا تھا۔ جب خولہ نے حضرت عائشہ کے نکاح کی بابت ابوبکرؓ سے بات چیت کی تو ابوبکرؓ نے عذر پیش کیا کہ حضور تو میرے منہ بولے بھائی ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ حضورؐ اپنی بھتیجی کو عقد میں لائیں؟ جب حضورؐ نے یہ عذر سنا تو فرمایا کہ دینی بھائی یا منہ بولا بھائی، حقیقی بھائی جیسا نہیں ہوسکتا کہ اس کی اولاد سے رشتہ ناطہ نہ ہوسکے۔ حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابوبکرؓ رضا مند ہوگئے۔ لیکن نکاح کو اس واسطے التوا میں ڈال دیا کہ عرب کے جاہل لوگ شوال کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے اور اس میں بیاہ شادی نہ رچاتے تھے۔ حضورؐ نے اس قبیح رسم کو بھی توڑا اور فرمایا کہ اسلام کسی تقریب کے لئے وقت کا پابند نہیں اور بے ہودہ رسم و رواج کو بہت ناپسند کرتا ہے۔ پس حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے ماہ شوال میں نکاح کرکے یہ سبق دیا کہ ہر مسلمان کو جاہلانہ رسوم سے بچنا چاہیے۔ (مترجم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ان کی بیٹی سے عقد کر کے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتے، جس سے دونوں کے مابین رشتہ داری کا تعلق قائم ہو جاتا اور باہمی اُلفت و محبت میں اضافہ ہو جاتا۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے نکاح کیا تو وہ بھی ان کے اسلام، صدق و اِخلاص اور اپنے آپ کو دین کے راستے میں کھپا دینے کا صلہ تھا۔ وہ عمرؓ جو اسلام کا شاہسوار تھا جن کے ذریعے اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت بخشی اور اسلام کا بول بالا ہوا، تو رسول اللہ ﷺ کا ان سے قرابت داری کا رشتہ استوار کرنا گویا ان کی قربانیوں کا بہترین صلہ تھا۔ پھر آپؐ نے اس نکاح کی بدولت عمرؓ اور اپنے پہلے وزیر ابوبکرؓ کے درمیان مساوات قائم کی تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ پس آپ کا ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنا ان کے لئے بہت بڑا شرف تھا۔ بلکہ بہت بڑا صلہ اور احسانِ عظیم تھا۔ جس سے بڑھ کر شاید اس دنیا میں ان کے لئے کوئی اور شرف نہ ہوتا۔ کیا ہی عظیم حکمت ِعملی تھی اور اپنے وفادار مخلص ساتھیوں کے ساتھ کیا ہی عظیم وفاداری کا ثبوت تھا۔

اس کا موازانہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آپؐ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ اپنی بیٹیوں کا نکاح کر کے انہیں دامادی کا شرف بخشا۔ یہی وہ چار شخصیتیں تھیں جن کا مرتبہ تمام صحابہؓ سے بلند تھا اور یہی بعد میں آپؐ کی دعوت کے جانشین بنے۔

(۴) سیاسی مصلحت

بعض عورتوں سے آپؐ نے اس مقصد کی خاطر شادی کی کہ عرب کے قبائل آپ کی طرف مائل ہو جائیں اور آپؐ کے معاون بن جائیں۔ درحقیقت جب انسان کسی خاندان یا قبیلہ میں شادی کرتا ہے تو اس کے اور قبیلے والوں کے درمیان قرابت داری اور دامادی کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور فطری طور پر یہ تعلق انہیں اپنے داماد کی نصرت و حمایت پر مجبور کر دیتا ہے۔ ہم اس پر چند مثالیں ذکر کرتے ہیں تاکہ ہمارے سامنے وہ حکمت و مصلحت واضح ہو جائے جس کے پیش نظر آپ نے متعدد شادیاں کیں:

(۱) آپؐ نے حضرت جویریہؓ سے نکاح کیا جو بنی مصطلق کے ایک رئیس حارث کی بیٹی تھیں اور ان اسیروں میں سے تھیں جن کو غزوۂ بنی مصطلق میں قید کیا گیا۔ پھر یہ ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں اور انہوں نے مکاتبت کر لی۔ پھر زرِ کتابت کی ادائیگی کے سلسلہ میں اِعانت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپؐ نے انہیں پیش کش کی کہ میں تمہاری کتابت کی رقم ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں۔ یہ راضی ہوگئیں، چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

جب مسلمانوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا: بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہماری قید میں ہوں؟ چنانچہ سب نے اپنے غلام آزاد کر دیئے۔ جب بنو مصطلق نے مسلمانوں کا یہ برتاؤ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا تو سب مسلمان ہو کر اللہ کے دین میں داخل ہوگئے۔ (البدایہ والنہایہ)

چنانچہ آپ ﷺ کا حضرت جویریہؓ سے شادی کرنا خود ان کے لئے اور ان کی قوم کے لئے باعث برکت تھا کیونکہ اس شادی کی وجہ سے قبیلہ بنی مصطلق کے لوگ آزاد ہو کر اسلام میں داخل ہوگئے (اور بقول عائشہؓ) حضرت جویریہؓ سے زیادہ کوئی عورت اپنے خاندان کے لئے باعثِ برکت نہیں بنی۔ (البدایہ والنہایہ:۱۵۹/۴)

صحیح بخاریؒ میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ

''جب نبی ﷺ نے قبیلہ بنی مصطلق کی عورتوں کو قیدی بنا لیا تو ان میں سے خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال کے لئے نکالا جاتا ہے) نکال کر باقی عورتوں کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔ اس طرح کہ سوار مجاہد کے لئے دو حصے اور پیادہ کے لئے ایک حصہ مقرر کیا تو حضرت جویریہؓ ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں۔ چنانچہ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں جویریہؓ ہوں، حارث بن ابی ضرار سردارِ قوم کی بیٹی! ہم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں جو آپؐ پر مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی تھی اور میں نے اس سے نو اُوقیہ (تقریباً ۳۶۰ درہم) چاندی کے بدلے مکاتبت کرلی ہے۔ زرِ کتابت کی ادائیگی کے سلسلے میں آپؐ سے تعاون کی خواستگار ہوں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: تمہارے ساتھ اس سے بہتر برتاؤ کیا جائے تو قبول کروگی؟ اس نے پوچھا: یارسول اللہؐ وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ ٹھیک نہیں کہ میں تمہاری کتابت کی رقم ادا کردوں اور تم سے شادی کرلوں؟ تو انہوں نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ ﷺ! مجھے منظور ہے۔ جب صحابہؓ کو معلوم ہوا کہ آپؐ نے جویریہؓ سے نکاح کرلیا ہے تو انہوں نے کہا: کیا نبیؐ کے سسرال ہمارے غلام ہیں؟ چنانچہ سب نے اپنے غلام آزاد کردیئے، اس طرح اس شادی کی وجہ سے بنی مصطلق کے سو کنبے آزاد ہوگئے''

(۲) اور اسی مصلحت کے تحت ہی آپ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی بن اَخطب سے شادی کی جو کہ غزوۂ خیبر میں اپنے خاوند کے قتل کے بعد قید ہوگئیں اور دِحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں۔ لیکن بعض صاحب الرائے صحابہؓ نے مشورہ دیا: یارسول اللہ ﷺ وہ بنی قریظہ کی رئیسہ اور ممتاز خاتون ہیں، وہ صرف آپ کی شایانِ شان ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں بلایا اور کہا: دو صورتیں ہیں جس کو مرضی اختیار کرلو۔ پہلی صورت یہ ہے کہ میں تمہیں آزاد کردوں اور نکاح کرکے اپنی بیوی بنالوں یا پھر ہم تجھے آزاد کردیتے ہیں اور تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ اس نے پہلی صورت کو ترجیح دی اور نبی ﷺ کی بیوی بننا پسند کیا۔ یہ عجلت کا فیصلہ اور نوجوانی کا اِقدام نہ تھا بلکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عظمتِ شان، کردار اور حسن برتاؤ سے متاثر ہونے کے بعد یہ فیصلہ کیا اور مسلمان ہوگئیں پھر ان کی وجہ سے قبیلہ کے لوگوں کی بڑی تعداد حلقہ اسلام میں داخل ہوگئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت صفیہؓ جب نبی ﷺ کے پاس آئیں تو آپؐ نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا: تیرے باپ کی مجھ سے عداوت، تمام یہودیوں کی نسبت زیادہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلاک کردیا، تو انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کا فرمان ہے کہ کسی شخص کا بوجھ کسی دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا (یعنی وہ خود اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا) تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: میں تجھے دو باتوں کا اختیار دیتا ہوں۔ اگر تو، تو اسلام کو اختیار کرے گی تو میں تجھے اپنے لئے رکھ لوں گا اور اگر یہودیت کو اختیار کرے گی تو میں تجھے آزاد کردوں گا تاکہ تو اپنی قوم کے پاس چلی جائے۔ صفیہؓ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ یقین جانئے، آپ کے گھر میں آنے سے پہلے ہی اسلام میرے دل میں جاگزیں ہوچکا تھا اور میں آپؐ کی تصدیق کرچکی تھی۔ اب میرے لئے یہودیت میں باقی ہی کیا بچا ہے، نہ میرا باپ رہا، نہ کوئی بھائی اور آپ نے مجھے کفر اور اسلام کے درمیان اختیار دے دیا ہے۔ لیکن میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کو آزادی اور اپنی قوم میں پلٹنے پر ترجیح دیتی ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے عقد میں داخل کرلیا۔ (طبقات ابن سعد الکبریٰ: ۸/۸۸)

(۳) اور اسی مصلحت کے تحت آپؐ نے سیدہ اُمّ حبیبہؓ سے شادی کی جو کہ ابوسفیانؓ کی بیٹی تھیں۔ اور ابوسفیان اس وقت کفر کا علم بردار اور رسول اللہ ﷺ کا شدید ترین دشمن تھا۔ اس کی بیٹی مکہ میں مسلمان ہوگئی پھر دین کو بچانے کی خاطر اپنے خاوند کے ساتھ مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کا خاوند فوت ہوگیا اور یہ پھر تنہا رہ گئیں، کوئی مددگار اور غمگسار نہ تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو پیغام بھیجا کہ وہ اُمّ حبیبہؓ کا نکاح مجھ سے کردے۔ جب نجاشی نے حضرت اُمّ حبیبہؓ کو نکاح کا پیغام دیا تو اللہ جانتا ہے، ان کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اگر وہ اپنے باپ اور گھر والوں کے پاس واپس چلی گئیں تو وہ انہیں کفر کی طرف پلٹنے پر مجبور کردیں گے، وگرنہ اُن پر ظلم کے پہاڑ توڑیں گے۔ نجاشی نے آپؐ کے ساتھ اُمّ حبیبہؓ کا نکاح پڑھا دیا اور چار ہزار دینار کے علاوہ نہایت عمدہ تحائف بطورِ حق مہر ادا کئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ (البدایہ: ۴/۱۴۳)

جب ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس شادی کو تسلیم کیا اور کہا:

''وہ معزز انسان ہے، اس کی عزت کو داغدار نہیں کیا جاسکتا'' یعنی اس نے رسول اللہ ﷺ پر فخر کیا اور نبی کو اپنا کفو تسلیم کیا۔ آخر اللہ نے حضرت سفیان کو بھی اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

چنانچہ ابوسفیان کی بیٹی سے آپؐ کی یہ شادی ایک عظیم حکمت و مصلحت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس شادی کی بدولت ابوسفیان کی رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ سے مخالفت کم ہوئی۔ دونوں کے درمیان قرابت داری کا رشتہ استوار ہوا۔ باوجود کہ ابوسفیان اس وقت نبیؐ اور صحابہؓ کا بدترین دشمن تھا۔ لیکن آپؐ کا اس کی بیٹی سے نکاح کرلینا اس کے اور اس کے قبیلے کے لئے مودتِ قلبی کا سبب بنا کیونکہ حضرت امّ حبیبہؓ نے محض دین بچانے کی خاطر گھر سے ہجرت کی تھی اور کوئی ان کا مونس و غمگسار نہ تھا۔ اس حالت میں رسول اللہ ﷺ نے اس کے ایمان کی قدر کرتے ہوئے اسے اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔

کیا خوب تھی آپؐ کی سیاست .... اور کیا عظیم تھی آپؐ کی بصیرت !! (جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ